خیابان بہار ۲۰۲۴

امجد اسلام امجد کی نظم میں سیاسی عناصر

منصور خان، لیکچرر شعبہ اردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج چارسدہ

عرشیہ خان، پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو جامعہ پشاور

سعدیہ شیر حیدر، پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو جامعہ پشاور

ABSTRACT

Amjad Islam Amjad a Pakistani was known for his roles as an Urdu Poet screenwriter, playwright and lyricist. He highlighted social, economic and political issues through his poetry; his literary contributions would be remembered for ages. His poetry bridged the gap and brought people closer to literature. According to Amjad Islam Amjad politics, society and literature are enter related to each other. He felt that social political issues give great impact on literature. He believes that writers and poets have keen observation power; they observe and feel the surroundings very quickly. We can feel the social and political imbalance saturation in Amjad Islam Amjad's poetry.

KEY WORDS: Poetry, Literature, Politics, Society, Author, History.

نظم وہ مخصوص صنف شاعری ہے جس میں معنیات کا سمندر پایا جاتا ہے۔ اس میں زندگی کے ہر پہلو کے حوالے سے بحث ملتی ہے۔ نظم کے حوالے سے بعض ناقدین ادب اسے غزل سے الگ صنف بھی گردانتے ہیں اور اس سے پوری شاعری بھی مراد لیتے ہیں۔

بقول شمیم احمد:

"غزل ایک خاص شکل میں لکھی جاتی ہے جبکہ نظم کے لیے کسی خاص شکل یا ساخت کی قید نہیں غزل کا ہر شعر دوسرے شعر سے الگ ہوتا ہے جبکہ نظم کے اشعار میں ربط و تسلسل پایا جاتا ہے"(۱)

نظم کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں کسی ایک خاص ہیت یا شکل کی پابندی لازم نہیں، یہ پابند بھی لکھی جاسکتی ہے اور قیود سے آزاد بھی اور یہی اس کی وسعت کی دلیل ہے۔ اردو نظم کے کینوس پر قلی قطب شاہ سے لے کر اکبر آلہ آبادی، محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، علامہ محمد اقبال، اسماعیل میرٹھی، حفیظ جالندھری، جوش ملیح آ

بادی، اختر شیرانی، ن م راشد، میراجی، مجید امجد کے نام سر فہرست ہیں جنھوں نے اپنے عہد کے مطابق نظم کو ایک خاص رنگ و معانی سے آشنا کیا۔ نظم نگاری کے حوالے سے جدید نام امجد اسلام امجد کا بھی ہے۔ جو عہد حاضر کے اہم شاعر تھے۔ امجد اسلام امجد ۱۴ اگست ۱۹۴۴ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ امجد اسلام امجد صرف نظم کے شاعر ہی نہیں بلکہ ڈرامہ نگار اور گیت نگار بھی تھے۔ امجد اسلام امجد کو ان کے کارناموں کی وجہ سے کئی اعزازات بھی ملے جن میں تمغہ حسنِ کارکردگی اور ستارہ امتیاز سر فہرست ہیں۔ امجد اسلام امجد نے ۷۹ سال کی عمر میں ۱۰ فروری ۲۰۲۳ کو لاہور میں وفات پائی اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔

اگر ان کی زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو امجد اسلام امجد اس دور کی پیداوار ہیں جب پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا لیکن فرد ذہنی طور پر انتشار، ناامیدی، تنہائی اور اداسی کا شکار ہو گیا اور فرد کی اس حالت کے پیچھے شامل محرکات میں سے ایک اہم محرک اس وقت کی سیاست اور سیاست دان تھے۔ امجد اسلام امجد نے اپنے وطن کو سیاسی، سماجی حوالے سے درپیش مسائل اور ان مسائل کے فرد پر اثرات کا دل کھول کر اظہار کیا۔ اس حوالے سے شاعر علی شاعر لکھتے ہیں:

> " دور حاضر میں نظم نگاری کے حوالے سے امجد اسلام امجد کا نام ایک معتبر حوالہ ہے". (۲)

امجد اسلام امجد کی نظموں میں سماج میں فرد کی حیثیت اس کو درپیش مسائل، اس کا ذہنی انتشار، مایوسی، تنہائی خاندانی مسائل، غربت افلاس، سیاسی، مذہبی افکار میں تضاد انسانی شناخت کے مسائل جیسے موضوعات قاری کو جابجا ملتے ہیں۔ امجد اسلام امجد اپنے ملک و قوم کے لیے دلی ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں اور معاشرے میں ادیب کی حیثیت خود واضح کرتے ہیں۔

> "ادیب معاشرے کا حساس طبقہ ہے۔ جو اپنے فن پاروں (تخلیقات) کی مدد سے مثالی ریاست کا قیام چاہتے ہیں ---- ادیب کا کام مستقبل کے احکامات اجاگر کرنا ہے۔ ادیب اپنے ملک و قوم کو ہنستا بستا دیکھنا چاہتا ہے۔ جس کا اظہار وہ اپنے قلم سے کرتا ہے"۔ (۳)

امجد اسلام امجد زندگی اور کائنات پر ایک تفکرانہ نظر ڈالتے ہیں انھوں نے بہت قریب سے اپنے سماج کا مشاہدہ کیا۔ امجد اسلام امجد کی نظموں میں ہمیں جابجا سماج کا درد ملتا ہے اور یہ درد نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔ بہترین

شاعر اور ادیب وہی ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں لے سکے اور یہی خوبی ہمیں امجد اسلام امجد کی نظموں میں ملتی ہے۔ ان کا اندازِ دردمندی، انسانی کرب و مشکلات کا بیان، پڑھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ امجد اسلام امجد نے اپنے معاشرے اور معاشرے کی اہم اکائی (فرد) کا انتشار، اس کے نفسیاتی معاملات اور اپنے پیارے وطن کے مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور یہ خوبی ان کے اندر گہرے سماجی تجربے کی دین ہے۔ سماج میں ادب اور سیاست کا کردار بظاہر دو متضاد پہلو نظر آتے ہیں لیکن ایک خاص موڑ پر آ کر ادب اور سیاست ایک دوسرے کے لیے لازم بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ادب کا تعلق احساسات و جذبات سے ہے یعنی ادب انسان کے باطن کا نعرہ ہے جبکہ سیاست کا تعلق مادی اشیاء اور ظاہری دنیا سے ہے۔ مگر جب تک فرد کا ظاہر و باطن دونوں پر سکون نہیں ہوں گے۔ وہاں ایک صحت مند معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔

ادیب کا تعلق معاشرے سے ہے اور سیاست اسی معاشرے میں نظم و ضبط بر قرار رکھنے کا نام ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے ادیب کی تخلیقات پر سماج اور سماج میں ہونے والی سیاست کا اثر غالب ہوتا ہے۔ کوئی بھی فن پارہ اپنے سماج اور سیاست سے کٹ کر تخلیق نہیں ہو سکتا۔ ادیب جو کچھ محسوس کرتا ہے وہی فن پارے کا موضوع بنتا ہے۔ سیاسی تبدیلیاں اور غلط فیصلے جس طرح سماج کی صورتحال کو بدلتا ہے۔ اسی طرح ایک ادیب پر اثر انداز ہو کر فن پارے کے موضوعات کو بدل ڈالتا ہے۔ اسی طرح ادب اور بہترین فن پارہ بھی سماج اور سیاست کی مثبت تبدیلی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> " ادب ایک ایسا آلہ ہے جو پوشیدہ طور پر زندگی، سماج اور عوام کو متاثر کرتا ہے یہ اثر فوری نہیں ہوتا بلکہ غیر محسوس انداز میں قوموں، ملکوں اور لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے"۔(۴)

قیام پاکستان کے وقت اکثر شعراء و ادباء آزادی اور تقسیم سے مطمئن نہ تھے ہر شاعر و ادیب نے اپنے اپنے انداز میں اس آزادی کی مخالفت کی اور آزادی کی صبح کو " شب گزیدہ سحر " کہہ کر پکارا یعنی ایسی سحر جو مکمل روشن اور تابناک نہ ہو۔ ایسی سحر جس میں ابھی رات کا طلسم باقی ہو۔ امجد اسلام امجد نے بھی آزادی کی اس سحر کو غم کا نام دیا اور اپنے دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ آزادی نامکمل آزادی ہے۔ یہ ظاہری آزادی ہے، ذہنی طور پر ابھی بھی ہم آزاد نہیں۔ امجد اسلام امجد کے مطابق ہماری منزل مراد ابھی دور ہے اور ہمیں اپنی منزل مراد کے حصول کے لئے سفر جاری رکھنا ہو گا۔ اس حوالے سے وہ اپنی ایک نظم میں " رکو نہیں ـــــ رکو نہیں " کی تکرار کرتے

ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ ان کے مطابق یہ روشنی محض ایک خواب ہے۔ایک بے چینی ہے،ایک دھوکا ہے۔یہ آ زادی کے نام پر غموں کا ایک جال ہے جس میں انسان کو پھنسا دیا جارہا ہے۔اس لیے اس ظاہری آزادی پر خوش ہونے سے زیادہ ہمیں حرکت وعمل کی ضرورت ہے۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستانی سیاست و معیشت پر ایک خاص گروہ کی اجارہ داری قائم ہوگئی اور اس گروہ نے تمام وسائل و مراعات اپنے نام کر دیے ان سیاستدانوں نے سیاست سے زیادہ عام عوام کی زندگی میں مداخلت شروع کر دی اور عوام سے ان کے جائز حقوق تک چھین لیے۔لوگوں سے ان کے جائز حقوق و وسائل ضبط کر کے انھیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔وسائل ضبط کر کے انھیں بے یار و مددگار بنا کر چھوڑ دیا اور اس طرح آزاد ریاست کا فرد دوبارہ قید و بند کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گیا۔اس حوالے سے ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

> "قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگی لیڈروں نے پاکستان کی عوام کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ایک درد ناک کہانی ہے ۔ایک بدترین فسطائیت و آمریت کے نفاذ کی کوشش کی گئی"(۵)

امجد اسلام امجد اپنی نظم "چلو پھر سے مسکرائیں" میں آزادی کے بعد کے حالات کو کچھ اس انداز میں نظم کرتے ہیں کہ آزادی کے بعد ظلم و ستم کا وہ بازار گرم کیا گیا، کہ ہر شخص بے یار و مددگار رہ گیا۔اب اور ظلم سہنے کا حوصلہ کسی میں بھی باقی نہ رہا، نہ ہی نئے دن کی صبح یا آزاد مملکت کی امید انسان کے دل میں زندہ رہی۔ انسان اپنی منزل سے بھٹک کر انتشار کا شکار ہو گیا اور زندگی جیسے رک سی گئی ہو۔

امجد اسلام امجد نے نہ صرف اپنی نظموں میں نااہل سیاستدانوں کے خلاف نعرہ احتجاج بلند کیا بلکہ اُن کی نافذ کردہ ناقص پالیسیوں اور قوانین کی بھی دل کھول کر مخالفت کی ۔ عوام نے آزادی کے حوالے سے آنکھوں میں جو خواب سجائے تھے تقسیم کے بعد ایک ایک کر کے وہ تمام خواب ٹوٹ گئے اور تمام تعبیریں الٹی ہو گئیں۔اس بات نے فرد کے دل پر گہرا اثر کیا اس حوالے سے امجد اسلام امجد اپنی نظم "آتشیں رفتہ سراغ" میں لکھتے ہیں کہ آزادی کے بعد انسان کے پاس مفلسی اور غربت کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ رہا تھا۔اُس کے دونوں ہاتھ خالی تھے اگر فرد کے پاس کچھ تھا تو وہ اُس کی آنکھوں میں موجود چند خواب تھے جن کے سہارے وہ جی رہا تھا اور یہ خواب بھی اس کی آنکھوں سے چھین لیے جائے تو انسان ایک زندہ لاش کے علاوہ کچھ نہیں۔" تقسیم پاکستان کے علاوہ ہم مسئلہ کشمیر پر نظر ڈالے تو روز اول سے پاکستان و ہندوستان کے نام نہاد سیاست دان اِس مسئلے کو غور و فکر کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔یہ نا اہل

سیاستدان عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالتے رہتے ہیں اور بظاہر کشمیری بھائیوں کے لیے ہمدردی کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر باطنی طور پر مسلہ کشمیر کو طول دینے کا مقصد اپنی ہی مراعات کا حصول ہے جو دشمن ممالک سے حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے مکار سیاستدان کشمیر سے جھوٹی ہمدردی کا ڈرامہ رچا کر "کشمیر بنے گا پاکستان" کے نعرے لگا کر عوام سے ووٹ بٹورتے ہیں، اور اقتدار میں آنے کے بعد اپنے وعدے اور نعرے بھول جاتے ہیں۔ اگر حقیقت سے پردہ اُٹھایا جائے تو مسئلہ کشمیر، پاکستان کے قیام کے بعد عالمی سازشوں اور ہائی پولیٹکس کا شکار رہا ہے۔ اس حوالے سے طارق مجید کی یہ وضاحت قابل غور ہے:

> " ۱۹۶۲ کی انڈیا۔ چین جنگ میں جب انڈین افواج کو شکست ہو رہی تھی اور پاکستان، مقبوضہ کشمیر میں اہم فوجی فائدہ اُٹھانے کے لیے تیار تھے تو امریکہ نے پاکستان کو روک دیا۔ امجد اسلام امجد ایک حیا مسائل کو دل سے محسوس یا۔ اور ایک بار رپھر سے امریکہ نے نے پاکستان کو دھوکہ دیا"(٦)

امجد اسلام امجد ایک حساس طبیعت کے مالک انسان تھے وہ کشمیری عوام اور اُن کے مسائل کو دل سے محسوس کرتے تھے۔ اُن کی شاعری میں کشمیر کے لوگوں سے محبت و ہمدردی کا احساس ملتا ہے۔ کشمیر کا سیاسی منظر نامہ امجد اسلام امجد کی ایک نظم "کشمیر" میں واضح طور پر سامنے آتا ہے۔

نظم "کل آج اور کل" میں پرندوں کی زبانی سیاسی حالات کا تذکرہ ہے کہ سیاسی ابتری کی وجہ سے ہمارے ملک میں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے، گھر کے گھر جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ شجر پر بیٹھے پرندے یہ منظر دیکھ کر حیران و پریشاں ہیں کہ یہ اشرف المخلوقات کو آخر ہو کیا گیا ہے کہ یہ اپنی برادری کے لوگوں کو آگ میں دھکیل رہے ہیں۔

اک ایسی آگ لگی شہر میں کہ سارا شہر
لپکتے پھیلتے شعلوں میں گھر کے جلنے لگا
شجر پہ بیٹھے ہوئے طائروں نے اس سے کہا
تم اپنی جان کو ہلکان کر رہے ہو کیوں
تما م شہر میں پھیلی ہوئی یہ آتش(۷)

غیر ملکی ادارے مثلاً آئی ایم ایف، ملٹی نیشنل کمپنیاں، ورلڈ بینک بلا واسطہ طریقے سے ہمارے ملک پر قابض ہیں اور وہ نو آبادیاتی نظام جس کا بظاہر تو خاتمہ ہو گیا ہے لیکن آج بھی خفیہ طور پر اس نظام کی حکمرانی ہے۔ اِن اداروں نے بھی ہماری عوام کو بہت متاثر کیا ہے اور ہمیں ذہنی غلام بنا کر اپنا پابند بنایا ہوا ہے۔ امجد اسلام امجد ان اداروں کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ امجد اسلام امجد کے مطابق یہ بین الاقوامی چور قومی چوروں کے ساتھ مل کر غریب عوام کو لوٹ رہے ہیں اور انہیں خودکشی کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ امجد اسلام امجد "ساحل کی ہوا" میں لکھتے ہیں جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

> "آئی ایم ایف اور اسی طرح کے دوسرے چور ادارے غریب عوام کو
> لوٹتے ہیں اور ملک کی غریب عوام کو اُن ہی کا مال بھیک کی شکل میں
> دیتے ہیں "(۸)

امجد اسلام امجد اپنے وطن کی سیاسی صورتحال پر سخت افسوس و مایوسی کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ ان کے مطابق ملک میں ہر طرف سیاسی بحران ہے۔ عوام نے آزادی اور الگ مملکت کا جو خواب دیکھا تھا اور آزادی کی جو خوشی اُن کے دل میں تھی ایسا کچھ نہیں ہوا۔ سب خواب بکھر گئے۔ لوگ مایوسی، انتشار اور تنہائی کا شکار ہو گئے۔ سیاستدانوں کا کام ملک میں انصاف کی فراہمی ہے۔ کیونکہ اگر ملک میں عدل و انصاف قائم رہے گا تو ملک میں امن و امام اور اعتدال کی فضا قائم ہو گی لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک پاکستان کی عدلیہ، ان سرگرمیوں میں مصروف ہے جو ان کی جیبوں کو تو بھر دیتی ہے مگر ملک و قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔

اس ناانصافی کی وجہ سے ملک بھر میں ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے ہماری عدلیہ گونگی، بہری اور اندھی ہو گئی ہے۔ نااہل افسروں کو انصاف کی کرسی کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ امجد اسلام امجد ملکی عدلیہ سے بھی مایوس ہیں۔ ان کے مطابق عدلیہ کرپشن کی وجہ سے درست فیصلے کرنے سے قاصر ہے۔ اس حوالے سے اُس کی مشہور نظم "ایسی پستی، ایسی بلندی" قابل ذکر ہے. جس میں صاف الفاظ میں امجد اسلام امجد نے قانون کو اندھا، گونگا اور بہرا کہہ کر مخاطب کیا ہے جس کی وجہ سے چاروں طرف ظلم و خوف کا راج ہے۔

سیاستدانوں کی نااہلی کا ایک اور ثبوت ریاست میں دہشتگردی کا عام ہونا ہے۔ پاکستان گزشتہ کئی دہائیوں سے اس دہشتگردی کی ذد میں ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان کو جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ امجد اسلام امجد اسی شکستہ ریاست کے ایک حساس فرد ہونے کے ناطے سیاسی و ملکی حالات کا شعور رکھتے ہیں۔ اُن کے مطابق :

"میری خواہش ہے کہ دنیا جنت نظیر بن جائے۔ لیکن بدقسمتی سے
ہماری سرزمین پر ایسے لوگ قابض ہے جو نفرت پھیلاتے ہیں. ہر
طرف خوف وبے سکونی ہے۔ سیاسی نمائندے اپنے مفادات کو حاصل
کرنے میں لگے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک میں دہشتگردی عام ہوگئی
میں ہے" (۹)

نظم "جہاں ہم ہیں" میں امجد اسلام امجد نے پاکستانی سیاسی صورتحال کی لفظی تصویر کشی کی ہے کہ جس طرح لاکھ پہروں کے باوجود کسی دوسری دنیا کا فرد آکر ہمارے علاقوں کو کھنڈر بنا دیتا ہے۔ ہر موڑ پر نگران کھڑے ہیں مگر پھر بھی ان سے بچ بچا کر کوئی شخص میرے ملک کے نمازیوں کو خوف زدہ کر جاتا ہے۔ امجد اسلام امجد اس نظم کے ذریعے ملک میں پیدا ہونے والی انتشاری فضا اور لوگوں کے درمیان فاصلوں کا ذکر کرتے ہیں. اور بتاتے ہیں کہ کس طرح قدم قدم پر تلاشی لی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ عبادت گاہوں میں داخل ہوتے وقت نمازیوں کو بھی تلاشی کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے. اور ہر طرف ایک خوف وہراس کا ماحول بنا ہوا ہے۔

امجد اسلام امجد طنزیہ وظریفانہ اسلوب کا سہارا بھی لیتے ہیں اور علامتی واستعاراتی انداز میں حکمرانوں کو طنز کا نشانہ بھی بناتے ہیں کہ یہ لوگ پہلے جھوٹے وعدے کر کے ووٹ حاصل کرتے ہیں۔ اور پھر صاحب اقتدار بننے پر اپنی ذمہ داریوں سے دستبردار ہو کر عوام پر ظلم و ستم کے پہاڑ گراتے ہیں۔ امجد اسلام امجد نے سیاست کے میدان کو ڈرامہ کا اسٹیج کہا۔ اُن کے مطابق جس طرح ڈرامے میں کردار بدلتے رہتے ہیں اسی طرح ہمارے سیاستدان بھی اداکاری کے ذریعے عوام کو دھوکا دیتے رہتے ہیں اور عوام بھی بے وقوف بنتی رہتی ہے۔ اس حوالے سے امجد اسلام امجد کی نظم "اے زمیں" بہترین مثال ہے۔ اس نظم کا مفہوم کچھ یوں ہے "ہمارے سیاستدان، ڈرامے کے کرداروں کی طرح روپ بدل بدل کر آتے ہیں اور چہرے پر نقاب ڈال کر ووٹ لے جاتے ہیں"۔ امجد اسلام امجد کی انفرادیت کی ایک وجہ اُن کی ظلم کے خلاف بغاوت ہی نہیں بلکہ وہ عوام کو بہادری کے ساتھ اِن حالات کا مقابلہ کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور ان کے مطابق ایک دن یہ ظلم (ظالم) اپنی موت خود مر جائیں گے۔ اس حوالے سے امجد اسلام امجد اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"نظام کے خلاف جدوجہد کی جاتی ہے نہ کے بغاوت۔ میں بطور شاعر
یہی کر سکتا ہوں کہ پیار سے، محبت سے دھیمے لہجے اور نرم الفاظ میں
لوگوں کو آگے لے جانے کی کوشش کروں"(۱۰)

امجد اسلام امجد اپنے ملک کے باسیوں کو اتحاد و اتفاق کا درس دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر ہم ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ظلم کا مقابلہ کرے تو یہ ظلم ایک دن خود بخود مر جائے گا۔ اس حوالے سے وہ فرماتے ہیں کہ جان کا ہتھیلی پر رکھ کر ظلم کے سامنے سر اٹھانے میں ظلم کی موت ہو سکتی ہے۔ امجد اسلام امجد اپنے قانون کو اندھا کہتے ہوئے سیاسی نظام پر طنز کرتے ہیں کہ کیسی جمہوری ریاست ہے جہاں عوام کو رائے دینے کا حق حاصل نہیں کیونکہ جمہوری نظام حکومت میں تو عوام کو برابر کے حقوق حاصل ہوتے ہیں، عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارا ملک ایک جمہوری ریاست ہونے کے باوجود جمہوریت کو لاگو نہیں کر سکا۔

کہتے ہیں جس کو دہر میں جمہور کا نظام اُس کا ہے یہ اصول
قانون کی نظر میں برابر ہیں لوگ سب
کیا کہئے جو بھینگی ہو قانون کی نظر (۱۱)

نظم "ایک ان بنے شہر کا مرثیہ" میں سیاسی بدحالی کی کہانی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیاستدانوں کے ذاتی مفادات نے شہر کو برباد کر کے ایک نیا شہر بنادیا ہے جہاں سب لوگوں کے خواب بکھر گئے ہیں اور اس نئے شہر میں لوگوں کا زندگی گزارنا مشکل ہو گیا ہے اور کوئی اس شہر کی تقدیر بدلنے کے لئے آگے نہیں آتا۔ مقامی سیاست سے نظر ہٹاتے ہوئے امجد اسلام امجد عالمی سیاست کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ کسی طرح ۱۱/۹ کے دن عہد جدید کی تاریخ کا ایک نیا دن سامنے آیا۔ اس حوالے سے امجد اسلام امجد کی دو نظمیں "سمندر کو دیکھو" (نائن الیون کے پس منظر میں)، اور "گیارہ ستمبر" اہم ہیں۔ سمندر" استعارہ امریکہ کے لیے مستعمل ہے کہ کس طرح امریکہ میں کوئی غیر آیا اور اِس کا غرور خاک میں ملا دیا۔ اور اس سمندر میں طوفان برپا کر دیا۔ اس واقعے سے سمندر کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ غرور صرف اس ذات کو زیب دیتی ہے جو خالق کائنات ہے۔ دوسری نظم "گیارہ ستمبر" میں بھی امریکہ کو دنیا کے سامنے ایک سبق کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ ۱۱/۹ کے واقعے کی وجہ سے پوری دنیا میں سپر پاور کا غرور ٹوٹ گیا اور امریکہ ریزہ ریزہ ہو کر کمزور ہو گیا۔

استعاراتی نظم نگاری کے حوالے سے امجد اسلام امجد کی نظم "گلیاں" قابل داد ہے جس میں ویت نام کی جنگ کا ذکر ملتا ہے۔ آج کا قاری اس نظم کو اُس انداز سے محسوس نہیں کر سکتا جس احساس کے ساتھ شاعر نے اس کی تخلیق کی ہے۔ یہ نظم دراصل ایک طنزیہ کیفیت کا بیانیہ ہے۔ امجد اسلام امجد کی نظم نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے ان کی گہری سیاسی بصیرت و شعور کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح بحیثیت ایک شاعر انھوں نے ان تمام ملکی حالات کا اثر قبول کیا اور ان فسادات و مصائب کو اپنی شاعری میں جگہ دی۔ یہ بات درست ہے کہ شاعر و ادیب اپنے عہد کا مورخ ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ امجد اسلام امجد کی شاعری میں ہمیں قیام پاکستان سے لے کر جدید عہد تک کے بدلتے حالات واضح لفظی تصویروں کی صورت نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات

1. شمیم احمد، اصناف سخن اور شعری ہیئتیں، بھوپال: انڈیا بک امپوریم، 1981، ص ۱۶
2. اختر ہاشمی، ڈاکٹر، دس بڑے نظم نگار، کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص ۳۱۰
3. امجد اسلام امجد، چشم تماشا، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۳، ص ۱۳۶
4. انور سدید، ڈاکٹر، اختلافات، لاہور: مکتبہ اردو زبان، ۱۹۷۵، ص ۲۸، ۲۷
5. انوار احمد، ڈاکٹر، اُردو افسانہ ایک صدی کا قصہ، ملتان: کتاب نگر، ۲۰۱۷، ص ۲۶۱
6. طارق مجید، عالمی طاغونی کھیل میں مکر و فریب کا راج، لاہور: گلوبل گیم ایکسپوژر سنٹر، طبع دوم، ۲۰۰۳، ص ۷۵
7. امجد اسلام امجد، نزدیک، ص ۱۱۹، ۱۱۸
8. امجد اسلام امجد، ساحلوں کی ہوا، ص ۱۳
9. امجد اسلام امجد، انٹرویو، راقم، لاہور، اکتوبر ۲۰۲۱، بوقت نو بجے صبح
10. ایضاً
11. ۱۱۔ امجد اسلام امجد، شام سرائے، ص ۱۶۱